اقبال اور سعید حلیم پاشا

محمد ریاض

خلافت اسلامی کا نقطۂ ماسکہ ہونے اور ایشیا اور یورپ کے بر اعظموں میں گوناگوں اہمیت رکھنے کی بنا پر ، ترکی انیسویں صدی کے اواخر سے لے کر دولت عثمانیہ کے خاتمہ (۱۹۲۴ء) تک مسلمان راہنماؤں کی خاص توجہات کا مرکز رہا ہے ۔ اس ملک میں رونما ہونے والی نت نئی تحریکات و حوادث کا تقاضہ بھی یہی تھا کہ مسلمان زعماء اپنی توجہ اس ملک کی طرف مبذول رکھیں ۔

(۱) ۱۸۳۹ء میں ایک چارٹر "تنظیمات" کے نام سے بنایا گیا جس کا مقصد "مغربیت" اور جدید عصری تقاضے اپنانا تھا مگر اس منصوبے کی مزاحم قوتیں بھی شد و مد کے ساتھ بر سر کار آئیں ۔

(۲) سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (وفات ۱۸۹۷ء) کی "تحریک اتحاد اسلامی" (پین اسلامزم) کا بڑا مرکز بھی ترکی تھا اور اس تحریک کو سرکاری و نیم سرکاری حمایت حاصل تھی مگر اس کے ساتھ ساتھ عثمانیوں ، ترکوں اور تورانیوں کی قومی تحریکیں بھی زوروں پر تھیں ۔

(۳) دستوری حقوق کے حصول کی کوششوں کے نتیجے میں ۱۹۰۸ء میں ترکی "مشروطہ" (آئینی حکومت) سے بہرہ ور ہوا مگر اگلے سال ۱۹۰۹ء میں سلطان عبدالحمید عثمانی دوم (۱۸۷۶ - ۱۹۰۹ء) کو معزول کر دیا گیا ۔

(۴) ادھر ۱۹۱۲ء میں ریاست ہائے بلقان اور ۱۹۱۶ء میں عرب صوبوں نے ترکی سے بغاوت کر دی ۔ اس بغاوت اور ممالک محروسہ ترکیہ کی یک طرفہ آزادی کا اعلان ، دولت عثمانیہ کے ضعف پر منتج ہوا ۔

(۵) ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم پھوٹ پڑی اور بڑے پس و پیش کے بعد ترک کو جرمنوں کی حمایت اور "اتحادیوں" کی مخالفت میں شریک جنگ ہونا پڑا۔

(۶) ترک کو شکست ہوئی۔ مگر محبان وطن ملک کی بقا کے لئے میدان میں کود پڑے۔ آخر کار ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو ترک راہنماؤں کی طرف سے "قومی جمہوریت" کے قیام کا اعلان کیا گیا جس کے چند ماہ بعد (۱۹۲۴ء میں) "خلافت اسلامی" کا خاتمہ عمل میں آ گیا۔

یہ اور اس قسم کے ذیلی واقعات عالم اسلام کے لئے سرا پا خلجان بنے ہوئے تھے۔ تمام حساس اور ذی شعور مسلمانوں نے اس انقلاب پذیر ملت کی طرف اپنی پوری توجہ کو منعطف رکھا۔ ان حساس اکابرین کی صف اول میں علامہ اقبال مرحوم شامل ہیں۔ ان کی اکثر تالیفات میں ملت ترکی کا کسی نہ کسی سیاق میں ذکر موجود ہے۔ خود جدید ترکی کے بانی، غازی مصطفیٰ کمال پاشا، اتا ترک (م: ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء) کی انھوں نے تحسین و تمجید کی ہے اور بعد میں ان پر کسی قدر احتساب بھی فرمایا ہے۔ مگر جس ترک رہنما کی شخصیت اور دینی افکار نے علامہ مرحوم کی فکر و نظر کو خاص طور پر متاثر کیا بلکہ جسے وہ سید جمال الدین افغانی کے بعد عصر حاضر میں سر زمین مشرق کا سب سے بڑا نابغہ تسلیم کرتے ہیں، وہ شہزادہ سعید حلیم پاشا (م: ۶ دسمبر ۱۹۲۱ء) ہیں۔ علامہ نے اپنی دو بلند پایہ تصانیف "اسلامی مذہبی فکر کی تشکیل نو" اور "جاوید نامہ" میں اس ترک راہبر کی خدمات و افکار کو سراہا ہے۔ اس مقالے کے ذریعے ہم اس ترک راہنما کو متعارف کروانے کے علاوہ علامہ اقبال پر ان کے دینی و فکری اثرات کو مختصراً مگر ملخص صورت میں بیان کریں گے۔

سعید حلیم پاشا (پ: ۱۸۶۵ء، قسطنطنیہ) دودمان قاشلی اور خدیوی کے چشم و چراغ تھے اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ "شہزادہ" لکھا جاتا ہے۔ ان کے والد ابراہیم حلیم پاشا، خدیو مصر محمد علی پاشا کے ولی عہد تھے مگر اپنی روشن فکری، نیز انقلابی سرگرمیوں کے نتیجے میں جلا وطن کر دئے

گئے اور ان کی بجائے توفیق پاشا خدیو مصر بنے۔ سعید پاشا نے ابتدائی اور انتہائی تعلیم اپنے والد قسطنطنیہ کے بعد قاہرہ اور یورپ میں حاصل کی۔ آپ نے اسلامی اور مغربی علوم و فنون میں تبحر حاصل کیا۔ ترکی اور عربی مادری زبانوں کے علاوہ انہیں انگریزی ، فارسی اور فرانسیسی پر پوری قدرت حاصل تھی۔ تحریر و تقریر میں وہ بڑے فصیح و بلیغ اور لوگوں میں ہر دلعزیز تھے۔ مصر میں جب توفیق پاشا کی مخالفت بڑھی ، خصوصاً جب اعرابی پاشا ان کے خلاف صف آرا ہوئے اور محمد احمد مہدی سوڈانی نے اعلان جہاد کیا ، تو لوگوں نے سعید حلیم پاشا کو خدیو مصر بنانا چاہا مگر استعماری قوتوں نے جس طرح ان کے والد ابراهیم حلیم پاشا کو جلا وطن کرایا تھا ، اسی طرح ان کے قدم بھی وہاں جمنے نہ دئے اور اس دوران (۱۸۸۹ء میں) وہ قسطنطنیہ میں لوٹ آئے۔

عثمانی سلطان عبدالحمید دوم نے سعید حلیم پاشا کو وزارت کی پیشکش کی چنانچہ آپ نے مختلف قلمدانہائے وزارت سنبھالے۔ ۱۹۰۲ء میں انہیں ''پاشا'' کا اعزاز دیا گیا۔ ان کی استعداد اور خدمات کا مخالف بھی اعتراف کرتے تھے اپنے اصلاحی اور سیاسی عزائم میں رکاوٹ کے پیش نظر ۱۹۰۵ء میں انہوں نے وزارت سے استعفیٰ دیدیا۔ وہ ''حزب اصلاح مذهب'' کے رکن تھے (جسے ''انجمن اتحاد و ترقی'' بھی کہتے ہیں)۔ ان کا حزب همه گیر ترقی اور انقلاب کا داعی تھا مگر اس انقلاب و ترقی کے نشے سے سر شار ہو کر دین و مذہب کو خیرباد کہنے کا حامی نہ تھا۔ سعید حلیم پاشا نے اس حزب کے نوجوانوں کی بطرز احسن تربیت کی تھی مگر بعض جذباتی ارکان سے اختلاف کر کے ۱۹۰۵ء میں وہ مصر چلے گئے جہاں سے ۱۹۰۸ء میں انہیں اصرار کر کے واپس لایا گیا۔ اس حزب کے طاقت ور ہو جانے پر جنوری ۱۹۱۳ء میں سعید حلیم پاشا پہلے وزیر خارجہ اور پھر کچھ دن بعد ، مارشل محمود شوکت پاشا کے قتل ہو جانے پر وزیر اعظم بنے۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی اضطراری شمولیت اور عرب ممالک کی دولت عثمانیہ سے علیحدگی جیسے واقعات ان کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں رونما ہوئے۔ عثمانی خلیفہ سلطان محمد پنجم (۱۹۰۹-۱۹۱۸ء) کا انہیں پورا پورا اعتماد حاصل تھا مگر فروری ۱۹۱۷ء میں خرابیٔ صحت کی بنا پر شہزادہ مرحوم وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہو کر قسطنطنیہ میں خانہ نشین ہو گئے۔ صحت کی

کسی قدر بحالی پر انہوں نے اسلام اور عصر حاضر کے تقاضوں پر مشتمل ایک عظیم کتاب ترکی زبان میں لکھی جس کا نام ''اسلام لشمق'' (اسلامیانا) ہے۔ (ہمارے پیش نظر اس کتاب کا عربی ترجمہ ہے جسے بغیر مترجم اور سال طباعت کے ذکر کے مکتبہ" العلمیہ بیروت نے چھاپا ہے) ۔ یہ کتاب پہلی عالمی جنگ کے خاتمے تک مکمل ہو چکی تھی ۔ جنگ کا نتیجہ ''اتحادیوں'' کے حق میں تھا اور ۱۹۱۹ء میں قسطنطنیہ پر ان کی فوجوں کا عارضی قبضہ بھی ہو گیا تھا ۔ اس دوران انہوں نے سعید حلیم پاشا اور بعض دیگر ترک راهنماؤں مثلاً ضیاء گوک آلپ پاشا (م ۱۹۲۴ء) کو گرفتار کیا اور انہیں مالٹا بھیج دیا جہاں سے وہ ۱۹۲۰ء میں رہا ہوئے ۔ سعید حلیم پاشا کی صحت روز بروز خراب ہو رہی تھی ۔ ڈاکٹروں کے مشورے پر وہ روم (اٹلی) کو سدھارے ۔ یہاں ۱۹۲۱ء کے آخری مہینوں میں انہوں نے فرانسیسی زبان میں ایک فکر انگیز مقالہ لکھا جس کا عنوان ''مسلمان معاشرے کی اصلاح'' تھا ۔ اس کے چند ہفتے بعد ۶ دسمبر ۱۹۲۱ء کو ایک بدطینت ارمنی نوجوان نے انہیں گولی کا نشانہ بنایا اور پستول کی پانچ گولیوں نے اس بالغ نگاہ شہزادے کی حیات ارضی کا خاتمہ کر دیا ۔ انہوں نے ایک پرهیجان دور میں سیاسی زندگی گزاری ۔ تحول پذیر دور میں تحریری و تقریری سرمائے نہ پائدار رہ سکتے ہیں ، نہ محفوظ ۔ اس کے باوجود ان کی مذکورہ کتاب اور مقالہ اس قابل ہیں کہ انہیں اسلامی مفکرین کی صف اول میں جگہ دی جائے ۔ اسی لئے علامہ اقبال کی نگاہ انتخاب ان پر پڑی ہے ۔

''اسلامی مذہبی فکر کی تشکیل نو'' کے چھٹے خطبے میں اقبال نے ترکی کی ''تحریک تجدد دین'' کا ذکر کیا ہے اور وہاں سعید حلیم پاشا کی کتاب ''اسلام لشمق'' کے باب دوم ''حریت و مساوات'' کے ایک اقتباس کو انگریزی زبان کا جامہ پہنایا ہے ۔ اقبال نے اس کتاب کے عربی یا فارسی ترجمہ کی رو سے یہاں فرمایا ہے کہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب کہ ترکی میں دو فکروں کا دور دورہ تھا : ایک کی نمائندگی ''حزب وطنی'' کے ہاتھ تھی اور دوسرے کی نمائندہ و راهنما ''انجمن اتحاد و ترقی'' تھی (جسے 'حزب اصلاح مذہبی' بھی کہتے ہیں) ۔ حزب وطنی کی دلچسپیوں کی انتہا ریاست تھی اور بس ۔ اس کے

اہل فکر کی نظر میں مذہب بذات خود کوئی منفرد (ریاست سے ممتاز) وظیفہ نہیں رکھتا ۔ ریاست ہی قومی زندگی کا جوہری عامل ہے جس سے تمام دوسرے عوامل کے کردار اور وظیفہ کا تعین ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ ریاست و مذہب کے وظیفہ کے بارے میں پرانے نظریات کو مسترد کرتے تھے ۔ انہوں نے شرعی نقطہ نظر کو تسلیم نہیں کیا کہ سیاست اور مذہب باہم متحد ہیں۔ یہ حزب ان دونوں کے علیحدہ کرنے پر مصر تھا ۔ اور اسلام کے نظام اجتماعی کے ظاہر کو دیکھ کر بعض لوگوں کو شاید یہ روش درست نظر آتی ہو ، مگر ذاتی طور پر علامہ کو اس سے سخت اختلاف تھا ۔ انہیں حزب اصلاح مذہبی سے ، جس کی قیادت سعید حلیم پاشا کے ہاتھ تھی ، اتفاق تھا کہ دین اسلام میں حقیقت و مجاز کا حسین امتزاج موجود ہے ۔ دین اسلام نے حریت و مساوات اور انسانی استحکام کی پائدار صداقتوں کو متحداً جلوہ گر کیا ہے اس لئے اسلام میں ''وطن'' کی محدودیت موجود نہیں ۔ اقبال فرماتے ہیں : '' اس وزیر اعظم (سعید حلیم پاشا) نے لکھا ہے : جس طرح کسی انگریزی ریاضی یا فرانسیسی کیمیا کا وجود نہیں ، اسی طرح اسلام کو ترکی ، عربی ، ایرانی یا ہندی نہیں کہا جا سکتا — — جس طرح علمی حقائق عالمگیر ہیں اسی طرح اسلامی اصول و نظریات آفاقی اور ہمہ گیر ہیں''۔ ترکی کے بارے میں مذکورہ باب میں علامہ کے سارے فرمودات لائق مطالعہ ہیں ، مگر ہمیں یہاں اسی اشارہ پر اکتفا کرنا ہے ۔ پوری بحث کے ضمن میں ہم ایک جدا گانہ شذرہ لکھیں گے۔

'' جاوید نامہ '' کے فلک عطارد (صفحات ۶۴ تا ۸۶ کے مربوط عنوانات ملاحظہ ہوں) میں سعید حلیم پاشا اور ان کی تعلیمات کا معنی خیز ذکر موجود ہے ۔ جاوید نامہ کا یہ حصہ اقبالیات کے اہم ترین مباحث پر مشتمل ہے ۔ قرآن مجید کی ابدی تعلیمات خصوصاً سیاسی تعلیمات جس قدر جامع و مانع طور پر '' فلک عطارد '' میں سید جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا کی زبانی مذکور ہیں ، اقبال کی کسی دوسری کتاب میں یکجا نظر نہیں آتیں ۔ مگر یہاں ہماری گفتگو بجز ضمنی اشاروں کے صرف ان اشعار کے بارے میں محدود رہے گی جو سعید حلیم پاشا مرحوم کی تعلیمات سے مربوط و ماخوذ ہیں :

اقبال اپنے افلاکی سفر کے مرشد مولانا جلال الدین رومی کی رهنمائی میں فلک قمر پر سے گذر کر فلک عطارد پر آ پہنچتے هیں ۔ یہاں کے کوهستانی علاقوں میں دریاؤں کی تند روی اور شورش ان کو پسند آئی لیکن اس بات پر تعجب هوا کہ اس غیر آباد خطہ میں اذان کی آواز کہاں سے آ رهی ہے ! مولانائے روم نے انہیں بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام فردوس بریں سے زمین کی طرف جاتے هوئے کچھ دن یہاں ٹھہرے تھے اس لیے بلند مقام والے اولیاء اللہ اکثر یہاں کی زیارت کرنے آتے اور اس مقام پر نمازیں پڑھتے هیں ۔ اقبال آگے بڑھے اور وهاں انہیں جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا نماز پڑھتے هوئے نظر آئے ۔ جمال الدین افغانی کی امامت میں سعید حلیم پاشا کے ساتھ رومی اور اقبال نے بھی نماز پڑھی :

زائران این مقام ارجمند پاک مردان ، از مقامات بلند
پاک مردان چو فضیل ۱ و بوسعید ۲ عارفان مثل جنید و بایزید
رفتم و دیدم دو مرد اندر قیام مقتدی تا تار و افغانی امام

مولانا رومی عصر حاضر کے ان دو رهنماؤں کو اقبال سے اس طرح متعارف کراتے هیں :

گفت : مشرق زین دو کس بهتر نزاد ناخن شان عقدہ هائے ما کشاد
سید السادات ، مولانا جمال زندہ از گفتار او سنگ و سفال
ترک سالار ، آن حلیم درد مند فکر او ، مثل مقام او ، بلند
با چنین مردان دو رکعت طاعت است ورنہ آن کاری کہ مزدش جنت است

رومی کے متعارف کروانے پر زندہ رود یعنی اقبال (ان کا یہ افلاکی نام سب سے پہلے اس مقام پر مذکور هوا ہے) مولانا افغانی سے گفتگو کرتے هیں ۔ اقبال بڑے پر سوز انداز میں عالم اسلام کی زبوں حالی کا شکوہ کرتے هیں کہ مسلمان نظریۂ وطنیت کے سیاسی پہلو کے حامی ، افرنگ مآب اور اشتراکیت دوست

۱- ابو علی فضیل بن عیاض خراسانی متوفی ۱۸۷ ھ

۲- ابو سعید فضل اللہ متوفی ۴۴۰ ھ

بن چکے ہیں ۔ اس پر افغانی ''دین و وطن'' اور ''اشتراکیت و ملوکیت'' کے عنوانات کے تحت مسلمانوں کو ان فتنوں کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں ۔ اس ساری گفتگو کو سعید حلیم پاشا بھی سنتے اور بعض مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان کی گفتگو کا عنوان ''شرق و غرب'' (جاوید نامہ صفحہ ۷۱) ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ :

اقوام غرب اپنی ''عقل و فہم و تدبر'' (زیرکی) پر نازاں ہیں جبکہ مسلمانوں کی اساس کار خالق کائنات کی وحی منزل کی پیروی (عشق) میں مضمر ہے ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شرع اسلامی کی روشنی میں تفکر و تدبر کرنا سیکھیں ۔ اقوام مغرب چوں کہ نعمت ''عشق'' سے بے بہرہ ہیں ، اس لئے مسلمانوں کو ان کی تقلید کرنا لا دینیت اپنانے اور اندھیارے میں بھٹکتے پھرنے کے مترادف ہے ۔ ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا اتا ترک نے ''تجدد'' کی دعوت دی اور اس کے نتیجے میں اقوام مغرب کی متروک چیزوں کا ترکی میں زور و شور سے رواج ہو رہا ہے ، حالانکہ ہماری کتاب مقدس قرآن مجید کی تعلیمات کسی قسم کی ترقی و جدت کی راہ میں حارج نہیں ہیں ۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اقوام مغرب کی کورانہ تقلید اور ان کی ''لب گور مدنیت'' کی نقالی کے بجائے خود قرآن مجید پر غور و فکر کریں اور دینی تعلیمات کے مطابق حیات تازہ حاصل کریں ۔ قرآن مجید میں ہر زمانے کے حالات کے مطابق رہنمائی موجود ہے مگر اس سے استفادہ کرنے کی خاطر ''معنی رس'' دل کی ضرورت ہے ''دل'' کی زندگی فکر و ذکر کے اختلاط سے نصیب ہوتی ہے اور اگر مسلمان دوبارہ اجتہادی نظر پیدا کر لیں ، تو انہیں مغربی علوم و فنون سے استفادہ کی ضرورت محسوس ہوگی نہ کہ مغربی معاشرت کی نقالی کی ۔ اس ضمن میں علامہ کے ۲۱ اشعار میں سے چند یہ ہیں :

غربیاں را زیرکی ساز حیات	شرقیان را عشق راز کائنات
زندگی را سوز و ساز از نار تست	عالم نو آفرینی کار تست
زندہ دل ، خلاق اعصار و دھور	جانش از تقلید گردد بی حضور
چوں مسلمانان اگر داری جگر	در ضمیر خویش و در قرآن نگر
صد جہان تازہ در آیات اوست	عصر ھا پیچیدہ در آنات اوست

جو کچھ علامہ نے فرمایا ، ناظرین اسے شہزادہ حلیم پاشا کے فرانسیسی مقالہ یا اس کے مترجمہ انگریزی متن میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔ انگریزی متن ، حیدر آباد دکن کے معروف سہ ماہی مجلہ ''اسلامک کلچر'' کے اولین شمارہ بابت جنوری ۱۹۲۷ء میں چھپا تھا اور راقم الحروف اسی سے استفادہ کر رہا ہے ۔ اس کے مترجم محمد مارما ڈیوک پکتھال مرحوم تھے ۔ ہم یہاں شہزادہ مرحوم کے فرمودات کے مربوط مضموں کو اپنے الفاظ میں بیان کریں گے ۔

شریعت اسلامی ان خدائی دساتیر پر مشتمل ہے جو طبیعی اور قابل عمل ہیں ۔ ان دساتیر پر عمل در آمد اس خاطر ضروری ہے کہ انہیں خدائے حکیم نے انسانوں کی ظاہری اور باطنی فلاح و بہبود کی خاطر مقرر فرمایا ہے ۔ وہ دساتیر منزل من اللہ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل حسنہ سے مستند ہو چکے ہیں ۔ ان دساتیر اور قوانین کے ذریعے اسلام نے ایسی کشادہ راہ دکھائی ہے جو انسانی ہمدردی (عشق) پر مبنی ہے اور اس میں مفاد پرست عقلیت (زیرکی) کے جھوٹے اور فاسد دعوے نہیں ہیں ۔ اسلام نے عالم انسانی میں ایسا انقلاب پیدا کیا جس کا تعلق ، دل و دماغ اور قلب و ضمیر کی پاکیزگی سے ہے ۔ اسلام نے مشاہدے اور تدبر پر زور دیا جس پر عمل کر کے ایک زمانے میں مسلمانوں نے احیاء العلوم کو جنم دیا ۔ علوم جدیدہ کے بانی مسلمان ہی ہیں ۔ شریعت اسلامی کے پیرو ، سودائی اور دنیا سے متنفر لوگ نہ تھے ۔ وہ دین و دنیا کو ایک تصویر کے دو رخ جانتے اور حسنہ" الدنیا والا خرۃ کے لئے کوشاں رہتے تھے ۔ وہ شریعت اسلامی کی رہنمائی میں عقل و استعداد خداداد سے استفادہ کرتے رہے ہیں ۔

شہزادہ مرحوم فرماتے ہیں کہ : اس میں کوئی حرج نہیں کہ ہم مغربی ممالک کے تجربات سے استفادہ کریں کیوں کہ اس وقت وہ لوگ مختلف علوم و فنون میں ہم سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں ۔ البتہ اگر خود مغربی دنیا کو اپنے اخلاقی بحران اور معاشرتی خرابیوں کا علاج کرنا ہو گا تو وہ ہماری طرف (بشرطیکہ ہم شریعت اسلامی پر عامل ہوں) دیکھیں گے ۔ جو کچھ ہمیں

اہل مغرب سے سیکھنا ہے ، وہ مخصوص اور محدود علوم و فنون ہیں نہ کہ تمدنی ضروریات کی چیزیں ۔ خود ہماری مدنیت ارفع و اعلیٰ ہے ۔ اس لحاظ سے شہزادہ مرحوم کے نزدیک یہ بات صریح غلطی بلکہ حماقت ہو گی کہ مسلمان ممالک کو مغربی تہذیب و تمدن اختیار کرنے کا مشورہ دیا جائے ۔

مسلمان تعلیم یافتہ افراد کے اکثر اکابر اپنے ملک میں ایسے امور کی ترویج میں کوشاں ہیں ، جو صریحاً یورپ کی نقالی ہے ۔ وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ اغیار کے اصول و افکار کو اپنائے بغیر ہمارے احیاء کی کوئی اور صورت ہو ہی نہیں سکتی ۔ مسلمان زعما کی یہ روش شہزادہ مرحوم کو بہت شاق گذرتی تھی کیونکہ ان کی نظر میں مغرب پرست حضرات میں اس بات کا شعور نظر نہیں آتا کہ دین اسلام کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن عبادات و عقائد کا مکلف بنایا ہے (اور ان عقائد کا زبدہ عقیدۂ توحید ہے) اور پھر جس تمدنی اور معاشرتی زندگی کی رہنمائی فرمائی ہے ، وہ احسن اور قابل تقلید ہے ۔ فرماتے ہیں کہ ہم دوسروں کے برخود غلط عقائد و اصول کیوں اپنائیں ؟

مغربی طرز تعلیم کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے : مغربیوں سے اختلاط اور ان کے طرز کی تعلیم کا یہ نتیجہ نکلا کہ فرنگی پرست مسلمانوں کو الا ماشا اللہ یہ خیال پیدا ہوا کہ شریعت اسلامی کے اصول عصر حاضر کی مادی ترقی کے مخالف ہیں ۔ اس خطرناک غلط فہمی کا یہ نتیجہ نکلا کہ بعض لوگ اسلامی تمدن کی برقراری کی خاطر دنیاوی ترقی و بہبود کو خیرباد کہنے لگے ہیں اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا گروہ مادی ترقی کے حصول کی خاطر شریعت اسلامی سے گلو خلاصی کا طالب بننے لگا ہے حالانکہ اسلام کی رو سے دینی و دنیاوی امور کی کوئی مغائرت ہے ہی نہیں ۔

سعید حلیم پاشا فرماتے ہیں کہ ان نام نہاد تعلیم یافتہ حضرات کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی کہ وہ ہر معاملے کو مغربیوں کے نقطہ نگاہ سے دیکھتے اور پرکھتے ہیں ۔ وہ اسلام کے تمدنی نظام کو سمجھنے کی استعداد ہی نہیں رکھتے ۔ در حقیقت اسلام کی صداقت پر ان کو یقین نہیں ۔ ان کا ایمان روایتی ہے ۔ مغرب پرست حضرات کو یورپ کی ظاہری چمک دمک سے حسن ظن

ہو گیا حالانکہ اس چمک دمک کی بنیاد علوم اور مساعی پر ہے۔ یورپ کے ترقی یافتہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں کے لوگوں کا تمدن اور معاشرت بھی صحیح اصولوں پر متشکل ہے۔ لیکن بعض لوگ ہیں کہ طرز تمدن اور عام ترقی میں فرق نہیں کرتے۔

سعید حلیم پاشا کو احیائے امت کے کام سے بڑی لگن تھی اور علامہ اقبال کے پیغام کے معتدبہ حصے کا مقصد و منشا بھی یہی ہے۔ پاشائے موصوف اپنے مذکورہ مقالے کے آخر میں رقم طراز ہیں (انگریزی سے ترجمہ):

"عصر حاضر کے مسلمان مفکرین کے لئے اصلاح امت کے کام کو انجام دینا آسان نہیں، مگر ایسے کام کی کوشش کرنا بذات خود بڑی عظمت کی دلیل ہے۔ اس کام میں مستقل مزاجی، جذبۂ ایثار، بےغرضی اور عالی ہمتی کی ضرورت ہے۔ دینی امور پر تحقیق و تدقیق شروع کرنے سے پہلے دین اسلام کی حقانیت اور تکمیل دین مبین پر ایمان کامل رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہمارے کچھ تعلیم یافتہ علماء ان صفات اور ایمان کامل سے لیس ہو کر تفقہ فی الدین کے لئے خود کو وقف کریں تو ملت اسلامیہ کے احیاء کا کام چنداں دشوار نہیں رہے گا۔ تحقیقی کاموں کی خاطر اعلیٰ درجے کی استعداد اور بصیرت کی ضرورت ہے اور اگر مسلمانوں کے علماء و فضلاء اس استعداد سے بہرہ مند ہو کر کام نہیں کرتے تو انہیں یہ دعویٰ ترک کر دینا چاہئے کہ ہم مسلمانوں کو من حیث القوم آزادانہ زندگی گذارنے کا حق حاصل ہے"۔

اب سعید حلیم پاشا سے علامہ کی گفتگو کا دوسرا حصہ ملاحظہ ہو: اقبال (زندہ رود) پاشائے موصوف کی گفتگو سن کر ان سے اور علامہ جمال الدین افغانی سے شاکیانہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے تازہ بتازہ "جہان حقائق" کو لوگ جانتے ہی نہیں۔ اس پر افغانی مغفور "محکمات عالم قرآنی" کے زیر عنوان، "خلافت آدم"، "حکومت الہیٰ"، "ارض ملک خداست" اور "حکمت خیر کثیر است" کے عنوانات پر فکر انگیز اور مجتہدانہ انداز میں روشنی ڈالتے ہیں (صفحہ ۷۴ تا ۸۳)۔ اس پر "زندہ رود" افغانی سے فرماتے ہیں: آپ نے تو قرآن مجید کے جہان محکمات و حقائق ابدی کو واضح کر دیا مگر

سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی زبردست اور پر حکمت کتاب رکھنے والی قوم زوال پذیر کیوں ہے؟ آج ملت اسلامیہ من حیث المجموع فرسودہ اور پسماندہ ہے۔ آخر تاتاریوں (ترکوں) اور کردوں کے غیور، دیندار اور با حمیت افراد کو کیا ہو گیا کہ آج کل وہ بھی بے حس و حرکت ہیں؟ تاتاریوں اور کردوں کے ترکی قبائل کا یہ خصوصی ذکر پاشائے مرحوم کی موجودگی کی وجہ سے تھا۔ آج کے مسلمان غالباً مسلمان نہیں رہے ورنہ وہ قران مجید سے دین و دنیا کا استفادہ کیوں نہ کرتے اور انحطاط و پسماندگی کی زندگی پر کیوں قانع رہتے؟ ''زندہ رود'' کے اس استفسار اور انتقاد کا جواب سعید حلیم پاشا دیتے ہیں۔ ان کے جواب (صفحہ ۸۴ تا ۸۶ کے ۱۹ شعر) کے تین حصے ہیں۔ مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب، تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ذمہ داری سے بچنا ہے ان کے نزدیک مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب، اور دین سے لوگوں کو متنفر و بیزار کرنے کا عامل ''ملا'' ہے۔ اس بندۂ خدا کی فہم و فراست اس قابل نہیں کہ قرآن مجید کے ابدی حقائق و معارف کو سمجھ سکے۔ اس کا سرمایۂ تحریر و تقریر قصے کہانیاں یا ایسی دل آزار اور ایک دوسرے کی تکفیر کی باتیں ہیں جن سے ملت اسلامیہ کے مختلف افراد میں پھوٹ پڑے۔ ''ملا'' کی نظر میں اختلافات کو ہوا دینا ہی دینی خدمت ہے۔ آج کل کے تعلیم یافتہ افراد نے ''ملا'' کو دین کا ٹھیکہ دار اور مختار کل سمجھ رکھا ہے۔ خود انہیں دین سے ایسی بیزاری ہے کہ اپنے ماضی کا نام لیتے ہوئے شرماتے ہیں، حالانکہ، اے زندہ رود! تیرا اور تجھ جیسے تعلیم یافتہ افراد کا فرض تھا کہ عام مسلمانوں کو ان کے ماضی سے روشناس کراتے اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دینی تفکر و تفلسف کو مؤثر انداز میں پیش کرتے۔ تعلیم یافتہ افراد پر ایسا کرنا فرض عین تھا اور ہے۔ زوال و انحطاط کو روکنے کی یہ صورت ہے کہ مسلمان عصری تقاضوں کے مطابق مختلف علوم و فنون میں تبحر حاصل کریں۔ اس کام میں دوسروں کی نقالی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ''کل یوم ھو فی شان'' سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ مسلمان ''تخلقوا با خلاق اللہ'' کے مطابق فعال ہوں اور مقتضیات عصری سے غافل نہ ہوں۔ خلاصہ یہ کہ کاروان اسلام کی منزل مقصود حرم (مکہ معظمہ) ہو اور کسی دوسرے مقام کو کعبہ مقصود نہ بنایا جائے۔ آج

مسلمانوں کے نقطہ نگاہ میں تبدیلی کی ضرورت ہے کیوں کہ وہ غیروں کے نظریات اور بدیسی آراء کو اپنے فکر و نظر کی آماجگاہ بنائے ہوئے ہیں - کاش وہ دین میں گہرائی کی استعداد پیدا کر سکتے تو زوال و انحطاط کافور ہو جاتا - سعید حلیم پاشا کے مقالے سے ماخوذ یہ مضامین خود پاشائے موصوف کی زبان سے سفر عطارد میں اقبال نے یوں ادا کروائے ہیں - منتخب اشعار ملاحظہ ہوں :

دین حق از کافری رسوا تر است زانکه ملا مومن کافر گر است

زانسوی گردون دلش بیگانه‌ی نزدوی ام الکتاب افسانه‌ی
کم نگاه و کورذوق و هرزه گرد ملت از قال و اقولش فرد فرد

ای ز افکار تو مومن را حیات از نفسهای تو ملت را ثبات
حفظ قرآن عظیم آئین تست حرف حق را فاش گفتن دین تست

فطرت تو مستنیر از مصطفی است
باز گو آخر مقام ما کجا ست ؟

رازها با مرد مومن باز گوی شرح رمز ”کل یوم“ باز گوی
جز حرم منزل ندارد کاروان غیر حق در دل ندارد کاروان

من نمی گویم که راهش دیگر است
کاروان دیگر نگاهش دیگر است

(جاوید نامہ صفحہ ۸۴ تا ۸۶)

ان فرمودات کے ماخذ کے طور پر اب سعید حلیم پاشا کے مقالے کی مربوطہ عبارات کا تحلیلی خلاصہ ملاحظہ ہو ، فرماتے ہیں :

گذشتہ دو قرون سے امت مسلمہ ایک ہمہ گیر زوال سے دو چار ہے - لوگوں نے اس کے زوال و انحطاط کے مختلف اسباب گنائے ہیں - جن میں کچھ صحیح ہوں گے مگر بیشتر غلط اور محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں -

کچھ باتیں اسلام سے نفرت اور معاندانہ رویہ کی وجہ سے سنائی دیتی ہیں - میں اس وقت ایک بڑے سبب کا ذکر کروں گا : وہ ''بے استعدادی اور نا اہلی'' ہے جس کی وجہ سے صاحب فکر لوگ دینی معلومات سے بے بہرہ اور نا اہل ہونے کے باوجود مختارکل بنے ہوئے ہیں ۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خاص قسم کے اہل مدرسہ ، کم سواد خانقاہ نشینوں اور ''قشری ملاؤں'' کی وجہ سے ہمارے دور انحطاط کا آغاز ہوا ہے ۔ ملاؤں نے یہ عام غلط فہمی پھیلائی کہ نبی آکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول علم کی جو تاکید فرمائی ہے وہ صرف دینی علوم اور شریعت کے رموز کے بارے میں ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی من مانی تاویل ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول پاک صلعم نے ہر قسم کے مفید علوم و فنون کے کسب کرنے کی تشویق و ترغیب بلکہ تاکید فرمائی ہے ۔ ہمیں تسلیم ہے کہ تفقہ فی الدین سب سے اہم ہے - جو دین کی فہم کا حامل ہوگا وہ منشائے اسلام کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کر سکے گا مگر رحمۃ للعالمین کی تعلیم و تربیت کا منشاء یہ تھا کہ پیروان اسلام دینی و دنیاوی ، مادی اور روحانی خوشحالی سے بہرہ مند ہوں البتہ ''ملاؤں'' کی تاویلات نے ملت اسلامی کو تنگ نظری اور فقر و پسماندگی کے غار میں پھینکنے کی کوشش کی ہے ۔ اسلام اس قسم کی مصنوعی پیشوائیت کے خلاف ہے ۔ مگر جہالت کے دور دورہ سے اس گروہ کا سکہ جم گیا اور انہوں نے مسلمانوں پر افلاس اور غربت کو اس طرح مسلط کیا کہ غیر ملکی استعمار پسند مسلمانوں پر چیرہ دستی کرنے لگے ۔ اگر آپ غور فرمائیں تو ملت اسلامیہ کے انحطاط کا ایک بڑا سبب یہی ''ملائی'' گروہ رہا ہے ۔ اس گروہ نے مسلمانوں کو قوانین فطرت کا مطالعہ کرنے سے باز رکھا اور لا یعنی بحثوں میں الجھا دیا ۔ نتیجہ افلاس ، غربت اور پسماندگی ہے ۔

پاشا مرحوم فرماتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں میں تجرباتی علوم کی معلومات کا فقدان ہے ۔ ایجادات و اختراعات دوسروں کے ہاتھ میں ہیں ۔ نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اچھے مسلمان بنیں اور ان علوم کی طرف خصوصی توجہ دیں ۔ وہ یورپ سے نئے علوم و فنون سیکھیں اور قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق دوبارہ با عزت اور آزادانہ فضا میں جینا سیکھیں ۔ وہ مزید فرماتے

ہیں کہ جس طرح اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو حق مان لینے میں نجات نہیں ، اسی طرح کسی دوسرے تمدن کو اختیار کر لینے سے ہمیں بدحالی سے رستگاری نہیں مل سکتی ۔ مغربی طرز پر تعلیم یافتہ مسلمان اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ مسیحی دنیا کے تمام راستے روم کو جاتے ہیں اور مسلمانوں کے مکہ معظمہ کو ۔ ان دو ملتوں کی راہ اور منزل مقصود کبھی ایک نہیں ہو سکتی ۔ انسانی اجتماع کی ترقی کی خاطر دونوں کا لائحہ عمل مختلف ہے ۔ یہ بات صریحاً غلط ہے کہ مسیحی دنیا کے مرتب کردہ سیاسی اور تمدنی نظام کو ، خواہ اس میں کتنی ہی ترمیم کر لی جائے ، ہم اپنا سکتے ہیں ۔ مشرق اور مغرب کے درمیان غالباً اتنا فاصلہ نہیں ہوگا جتنا کہ اسلامی اور مسیحی نظام ہائے زندگی کے درمیان ہے ۔ اعلی اخلاقی زندگی اور عمدہ معاشرتی اصول کے لئے خود یورپ ہمارا محتاج ہے ۔

قوانین فطرت سے جہالت اور روگردانی کی وجہ سے عالم اسلامی پسماندگی کے مرض میں مبتلا ہے ۔ دنیاوی نعمتوں سے محرومی اور تنگدستی ان کی بڑی آبادی پر مسلط ہے اور ان کی سیاسی آزادی متزلزل ہے ۔ مغربی دنیا ایک دوسری ہی بیماری میں مبتلا ہے ۔ وہ معاشرتی مرض ہے جس کا سبب اخلاق و تمدن کے قوانین سے روگردانی ہے ۔ بہر حال اسلامی دنیا اگر مادی فارغ البالی سے محروم ہے تو اہل مغرب تمدنی آسودگی سے بے بہرہ ہیں - دونوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے مرض کا علاج کریں ۔ (ماخوذ و ملخص) ۔

نکتۂ اقبال و ملا :

یہاں تک ہم نے ان دو سوارد کا ذکر کیا جن میں علامہ اقبال نے پاشائے ممدوح کے افکار کے تحلیل و تجزیہ کا صراحتاً ذکر فرمایا ہے ۔ یہاں ہم استدراک و تکملہ کے طور پر سعید حلیم پاشا کے اقبال پر معنوی اثرات کی طرف چند اجمالی اشارے بھی کر دیں ۔

ناظرین ، اقبال اور پاشائے مرحوم کے افکار کا ائتلاف و اتحاد ملاحظہ فرما سکتے ہیں : دونوں دین اسلام کی اکملیت اور برتری پر مکمل ایمان رکھتے ہیں ۔ وہ نہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب تھے

نہ ہی اسلام کو "اعتذرانہ" رنگ میں پیش کرنا چاہتے تھے - دونوں مغربی علوم و فنون سے استفادہ کرنے کے سخت حامی ، مگر ہر معاملہ میں یورپ کی نقالی کے سخت مخالف تھے - وہ چاہتے تھے کہ تعلیم یافتہ افراد "دین" میں اجتہادی نظر پیدا کرنے کی کوشش کریں اور دینی پیشواؤں کے کاموں کو تماشائی بن کر نہ دیکھتے رہیں - دونوں اسلام کو ایک انتہائی ترقی پذیر دین جانتے اور اسلامی نظام کے قائم و نافذ ہونے کے دل سے آرزو مند تھے -

دونوں نے نام نہاد مذہبی پیشواؤں یا "ملاؤں" پر تنقید کی اور انہیں زوال امت مسلمہ کا ایک بڑا سبب بتایا ہے تا ہم وہ اہل علمائے دین کے احترام کے بے حد قائل ہیں - علماء السوء اور تظاہر پسندوں پر انتقادات کی موجودگی کوئی ناروا چیز نہیں - "ملا" پر اقبال کی طنزیات کو ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم نے "اقبال اور ملا" نامی کتابچے میں یکجا بھی کر دیا ہے مگر بعض لوگ ان اشعار سے سؤ استفادہ کرتے اور اچھے ، برے ، ہر قسم کے علمائے دین کو ہدف ملامت بناتے رہے ہیں - یہاں جس نکتے کی طرف ہم اشارہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ "ملا" کے خلاف انتہائی نیش دار اور نشتر نما انتقادات جاوید نامہ کے وہ آٹھ اشعار (صفحہ ۸۴ - ۸۵) ہیں جو شہزادہ مرحوم کے مقالے کے زیر اثر لکھے گئے ہیں - گو کہ ملاؤں کی جو خصوصیات ان اشعار میں مذکور ہیں یعنی ایک دوسرے کی تکفیر ، اصل کو ترک کر کے فرع پر زور دینا ، دین کی من مانی تاویلات و تحریفات ، فرقہ آرائی اور لا یعنی بحث و تکرار ، کم و بیش یہی باتیں علامہ کی دوسری تالیفات میں بھی بیان ہوئی ہیں - تا ہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاہل پیشوائیان دین کی فروعی بحثوں کے نقصانات کے بارے میں علامہ مرحوم نے سعید حلیم پاشا کا مقالہ پڑھ کر زیادہ غور فرمایا ہے - ان مختصر گزارشات کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ علامہ مرحوم عصری تحاریک اور معاصر مشاہیر کے فکر و نظر کی طرف کس قدر توجہ رکھتے تھے - سعید حلیم پاشا مرحوم کی کتاب اور مقالہ ، اقبالیات کے شائقین کے لئے بہت اہم ہے -